© rasailojaraid.com

معجز بیان، سحر اللسان

مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ

ابھی مولوی عبدالحق (بابائے اردو) کو دنیا سے سدھارے پورا ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا کہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ملتان میں وفات پا جانے کی خبر ملی

انا للہ وانا الیہ راجعون

شاہ جی کی ابتدائی تعلیم و تربیت پٹنہ میں ہوئی۔ جو دلی اور لکھنؤ کے بعد اردو زبان اور شعر و شاعری کا تیسرا مرکز تھا اور اسی کا اثر تھا کہ شاہ جی نسلاً پنجابی ہونے کے باوجود اردو زبان ٹکسالی بولتے اور اس کے محاورات وضرب الامثال پر بڑی قدرت رکھتے تھے۔

نانی سے اردو بول چال کی زبان سیکھی۔ شاد عظیم آبادی کے اس خاندان سے ذاتی مراسم تھے۔ اس قُرب سے شاہ جی کو بھی شاد عظیم آبادی کی صحبتوں میں بیٹھنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا۔ ذہانت و فطانت خداداد تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کم عمری میں ہی پختہ ہو گئے۔ دماغ چمک اٹھا اور زبان منجھ گئی۔ پھر پٹنہ سے نکل کر مختلف علماء سے وقتاً فوقتاً تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس لیتے رہے۔ لیکن وہ بھی بے ضابطہ اور بے قاعدہ۔

شاہ جی یوں تو علم و فضل اور سیرت و اخلاص کی بہت سی خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے جن کی وجہ سے لوگ ان کی دل سے قدر اور عزت کرتے تھے لیکن انکا سب سے بڑا کمال جس میں کوئی ان کا ہم عصر ان کا شریک نہیں ہوسکتا تھا وہ ان کا کمال خطابت و تقریر تھا۔ گھنٹوں یکساں روانی، جوش اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ بولتے تھے اور کیا مجال کہ ایک شخص بھی اکتا کر مجلس سے اٹھ جائے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تقریر نہیں کر رہے ہیں نشہ پلا رہے ہیں۔ سامعین تو سامعین فضا تک پر معلوم ہوتا ہے کہ سکر کا عالم طاری ہو گیا ہے۔ بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کی تقریر سنتا اور جھومتا تھا۔ ان کے پاس اعجاز بیان اور سحر خطابت کا ایسا کارگر حربہ تھا کہ اگر وہ چاہتے تو اپنی شخصیت کی تعمیر کے لئے اس سے زیادہ کام لے سکتے تھے لیکن ان کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ تحریک خلافت، مجلس احرار اسلام اور ہر میدان میں صرف ایک سپاہی بنے رہے۔ دوسروں کے تابع رہ کر کام کیا لیکن کبھی خود قائد نہیں بنے۔ ہمارے نزدیک دینی اعتبار سے شاہ جی کے لئے اس سے بڑا کوئی دوسرا شرف اور مقام نہیں ہوسکتا تھا کہ جب انہیں امیر شریعت منتخب کیا گیا تو سب سے پہلے حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے جو اس زمانہ میں علم و فضل میں اللہ کے حجت تھے۔ شاہ جی کے ہاتھ پر محبت اور عقیدت کے ساتھ بیعت کی۔ یہ صرف دنیا کا ہی سب سے بڑا اعزاز نہ تھا۔ بلکہ یہ بیعت انوری اس کی بھی ضمانت تھی کہ اللہ کے ہاں اس کا حسن عمل اور دینی ولولہ و جوش مقبول ہو چکا۔ اور آج وہ دنیا میں نہیں ہیں تو امید قوی ہے

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

کی دعوت قدس کے خلعت فاخرہ سے سرفراز و شاد کام ہو رہے ہوں گے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ رحمۃ واسعۃ (ماخوذ، نظرات: "برہان" دہلی ستمبر ۱۹۶۱ء ص ۱۳۱، ۱۳۲)

© rasailojaraid.com